

عَقِيدَةُ
أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

تَأَلِيفُ
فَضِيلَةِ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ الصَّالِحِ الْعَشِيمِيِّ حَفَظَهُ اللَّهُ

تَرْجَمَهُ
حَافِظُ عَبْدِ الرَّشِيدِ الْأَظْهَرِ



نام کتاب :	عقيدة اهل السنة والجماعة
مولف :	فضيلة الشيخ علامه محمد بن صالح العثيمين (رحمة الله عليه)
مترجم :	حافظ عبدالرشيد اظهر
صفحات :	٤٩
ناشر :	وزارت اسلامي امور و اوقاف و دعوت و ارشاد، مملكت سعودي عرب



فہرست مضامین

۸	عرض مترجم -
۹	مقدمہ - شیخ ابن باز حفظہ اللہ -
۱۰	مقدمہ مولف حفظہ اللہ -
۱۲	فصل اولہ :
۱۲	اللہ پر ایمان مفصل کا بیان -
۱۲	ربوبیت ، الوہیت ، اسماء و صفات اور وحدانیت باری تعالیٰ پر ایمان -
۱۳-۱۴	آیۃ الکرسی - بعض اسماء الہی -
۱۵-۱۹	اللہ تعالیٰ کی بعض صفات فعلیہ کا بیان - کلام علو ، استوار سی العرش اور معیت -
۲۰	یہ کہنا کفر اور گمراہی ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں اپنی مخلوق کے ساتھ ہے -
۲۱	آسمان دنیا پر نزول ، قیامت کے دن بندوں میں فیصلے کے لیے تشریف آوری -
۲۲	ارادہ اور اس کی دو قسمیں ، کونیہ اور شرعیہ -
۲۳	اللہ تعالیٰ کا ہر ارادہ حکمت پر مبنی ہے کونی ہو یا شرعی -
۲۴-۲۶	محبت ، رضا ، کراہت اور غضب -
۲۶-۲۸	اللہ کی بعض صفات ذاتیہ (مثلاً وجہ ، یدان ، عینان) -

۲۷	مومنوں کے اپنے رب کریم کو بلا ادراک دیکھنے کا ثبوت ۔
۲۸	اللہ کی صفات کاملہ میں اس لیے اس کی شبیل ناممکن ہے ۔
۲۸-۲۹	اللہ تعالیٰ اونگھ ، نیند ، ظلم ، غفلت ، عاجزی ، تھکاوٹ اور لاجبازی وغیرہ سے منزہ اور پاک ہے ۔
۲۹-۳۰	صفات باری تعالیٰ کے بارے میں دو عظیم غلطیوں کی نشاندہی (تمثیل ، تمکینف) ۔
۳۰	جن مسائل میں اللہ اور اس کے رسول نے سکوت فرمایا ہے ہمیں بھی ان کے متعلق سکوت اختیار کرنا چاہیے ۔
۳۰-۳۱	اس راستے پر چلنا فرض ہے کیونکہ
۳۱-۳۲	اللہ اور اس کے رسول کا کلام صداقت ، علم اور حسن بیان میں کامل ہے ۔
۳۲	فصل دوم :
۳۲	مثبت یا منفی صفات باری تعالیٰ پر ایمان لانے میں کتاب و سنت
۳۲	سلف صالحین اور ائمہ ہدایت کے طرز عمل پر اعتماد کرنا چاہیے ۔
۳۲	نصوص کتاب و سنت کو ان کے ظاہری معانی پر عمل کرنا واجب ہے ،
۳۳	اہل تحریف و تطیل اور غلو سے اظہار برائت ۔ کتاب و سنت میں صرف حق ہے ۔
۳۳	کتاب و سنت میں کسی قسم کا کوئی تعارض و اختلاف نہیں ہے ۔
۳۴	کتاب و سنت میں تعارض کا دعویٰ کج روی کا نتیجہ ہوتا ہے ۔
۳۴	کتاب و سنت میں تعارض کا دہم قلت علم ، قصور فہم یا قلت تدبر کی وجہ سے ہوتا ہے ۔
۳۴	غور و تدبر کے باوجود کتاب و سنت کی کوئی بات سمجھ نہ آئے تو...

فصل سوم :

فرشتوں پر ایمان، اور ان کے ذمے بعض اعمال کا بیان۔
بعض اوقات فرشتے انسانی شکل بھی اختیار کر لیتے ہیں —
البیت المعمور۔

۳۸-۳۶

فصل چہارم :

کتابوں پر ایمان۔ اللہ نے اپنے ہر رسول پر کتاب نازل فرمائی۔
جن کتابوں کا ہمیں علم ہے۔ توراۃ۔ انجیل۔ زبور۔
قرآن کریم تمام سابقہ کتابوں کا محافظ و نگران ہے۔ اس کی حفاظت
اللہ نے اپنے ذمے لی ہے۔

۳۹-۴۰

سابقہ آسمانی کتابوں میں تحریف، زیادتی اور نقص اور اس کی
مثالیں۔

۴۲

فصل پنجم :

رسولوں پر ایمان۔ ان کی بعثت کی حکمت۔
پہلے رسول نوح علیہ السلام اور آخری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔

۴۵-۴۶

اولوالعزم رسولوں کا ذکر۔ شریعت محمدیہ کی افضلیت و بعثت۔
تمام رسول اللہ کی بشری مخلوق اور مکرم بندے تھے جنہیں اللہ
نے رسالت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ ان میں خاصا
ربوبیت میں سے کوئی خصوصیت نہ تھی۔

۴۷-۴۸

شریعت محمدیہ ہی اسلام ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں
کے لیے پسند فرمایا۔

۴۹-۵۰

۵۱	جو اسلام کے علاوہ کسی دین کو قابل قبول سمجھے وہ کافر ہے ۔
۵۱	جس نے رسالتِ محمدیہ کے عالمگیر ہونے کا انکار کیا وہ تمام رسولوں کا منکر ہے ۔
۵۲	محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء و الرسل ہیں ۔ آپ کے بعد جس نے نبوت کا دعویٰ کیا یا اس دعوے کی تصدیق کی وہ کافر ہے ۔
۵۲	خلفائے راشدین ۔ ان میں سے افضل اور اولین حقدار خلافت ۔
۵۳	جزوی خصوصیت سے کلی اور مطلق فضیلت ثابت نہیں ہوتی ۔
۵۳-۵۴	اُمتِ محمدیہ خیر الامم ہے ۔ اس میں درجہ بدرجہ صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین کا مقام و مرتبہ ہے ۔
۵۴	ایک گروہ تاقیامت حق پر قائم رہے گا ۔
۵۵-۵۴	مشاجرات صحابہ اجتہاد پر مبنی تھیں ۔ صحابہ کرام کے بارے میں سوادب سے باز رہنا واجب ہے ۔
۵۶	فصل ششم :
۵۸-۵۶	قیامت پر ایمان ۔ بعثت بعد الموت ، نامہ ہائے اعمال اور میزان پر ایمان ۔
۶۰-۵۹	شفاعت عامہ و خاصہ ۔ حوض اور اس کی بعض صفات اور پل صراط کا ذکر ۔
۶۱-۶۰	جنت ، دوزخ پر ایمان اور وہ اس وقت موجود ہیں اور کبھی فنا نہیں ہوں گے ۔
	مخصوص لوگوں اور عام اہل ایمان کے لیے جنت کی اور کفار کے

۶۳-۶۲

لیے دوزخ کی شہادت -

فتنۃ القبر، اہل ایمان کی ثابت قدمی اور ثواب و عذاب قبر

۶۴-۶۳

کا ثبوت -

۶۵

آخرت کے غیبی امور کو دنیوی مشاہدات پر قیاس کرنا غلط ہے -

۶۶

فصل ہفتم:

تقدیر پر ایمان - چار مراتب تقدیر - علم، کتابت، مشیت

۶۸-۶۶

تخلیق -

۶۸

انسان اپنے اعمال پر قدرت و اختیار رکھتا ہے -

۷۰-۶۹

انسان کے صاحب اختیار و ارادہ ہونے کی ۵ دلیلیں -

۷۲-۷۱

نافرمانی پر تقدیر کو حجت بنانا ناجائز ہے - اس کے دلائل -

۷۳

تفسار الہی سراپا خیر ہے - شر کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جاتی

۷۴-۷۳

شر مقتضیات میں ہوتا ہے مگر وہ بھی من کل الوجہ نہیں -

۷۵

فصل ہشتم:

۷۵

اس عقیدے کے ثمرات و فوائد -

۷۵

اللہ پر ایمان کے ثمرات -

۷۶

فرشتوں پر ایمان کے فوائد -

۷۶

کتب سماویہ پر ایمان کے فوائد -

۷۷

رسولوں پر ایمان کے فوائد -

۷۷

یوم آخرت پر ایمان کے فوائد -

۷۸

تقدیر پر ایمان کے فوائد -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ وبعد،
 قارئین محترم! فضیلۃ الشیخ محمد الصالح العثیمین حفظہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ ”عقیدۃ اہل السنۃ
 والجماعۃ“ کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے، شیخ موصوف نے اس میں حدیث جبریل میں مذکور اصول
 ایمان کی تشریح و توضیح فرمائی ہے، اس ضمن میں عقیدے کے اکثر مسائل مثبت پرلئے میں مرتب
 فرمائیے ہیں۔ طرز نگارش نہایت سادہ اور عام فہم ہے، اسلوب بیان بڑا آسان اور دلکش ہے۔
 اور موضوع سے متعلقہ بیشتر مسائل کا احاطہ کرنے کے باوجود اختصار کا سرگزشتہ ہاتھ
 چھوٹے نہیں پایا۔

اللہ رب العزت اسے اپنے بندوں کے لیے ہدایت کا باعث بنائے
 مصنف موصوف کو جہنم سے نوازے۔

اور ہم سب کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے، جس دن
 ”لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ“
 مال اور بیٹے فائدہ نہیں دیں گے مگر اسے جو قلب سلیم لے کر حاضر ہوا۔

اور بس دن

”يَقْبِضُ الْمَرْءُ مِنْ آخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَالِحَتِهِ وَبَيْنَتِهِ“
 انسان اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگ
 نکلے گا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر و ثواب میں شریک فرمائے جنہوں نے اس کی اشاعت میں
 کسی بھی قسم کا تعاون کیا بالخصوص گرامی قدر محترم حافظ ثناء اللہ عیسیٰ خان حفظہ اللہ جنہوں نے اسے
 شروع سے آخر تک قلم کے ساتھ مقابلہ کر کے سن۔ فحولہ اللہ خیرا
 دینا تقبل منا انک انت السميع العليم

لاہور

طابُ عا: عبد الرشید الطہرین بعد الغریز عفا اللہ عنہما
 ۲۰ مئی ۱۴۲۵ھ

مقدمہ

از۔ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ تعالیٰ
الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده وعلى آله و
صحابه . اما بعد :

میں عقیدے کی اس قابل قدر اور مختصر کتاب پر مطلع ہوا ہے ہمارے بھائی فضیلۃ الشیخ العلامة
محمد بن صالح العثیمین نے جمع کیا ہے۔ میں نے پوری کتاب سنی تو اسے توحید یاری تعالیٰ اور اس کے
اسماء و صفات، ملائکہ، کتب سیاویہ، رسل اللہ، یوم آخرت اور تقدیر کے غیر و شر پر ایمان کے ابواب
میں اہل السنۃ والجماعہ کے عقائد کا بڑا شاندار مجموعہ پایا۔ بلاشبہ مصنف نے بڑی عمدگی سے اسے
جمع کیا اور کارآمد بنایا، اس میں وہ تمام مسائل جمع کر دیے ہیں جو ایک طالب علم اور عام مسلمان کو
اللہ کی ذات، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر کے غیر و شر پر
ایمان کے سلسلے میں درپیش ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ بعض ایسی بے حد مفید باتیں بھی ذکر
کر دی ہیں جن کا عقیدے سے تعلق ہے اور وہ عقیدے کی بڑی بڑی کتابوں میں بھی نہیں ملتیں۔
اللہ تعالیٰ انہیں جزائے غیر سے کوڑے اور مزید علم و ہدایت نصیب فرمائے، اس کتاب کو
اور ان کی دیگر تمام مؤلفات کو نافع و مفید بنائے۔
اللہ مولف محترم، ہمیں اور ہمارے تمام بھائیوں کو حق و صواب کی طرف راہنمائی کرنے
والے ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمائے جو علی وجہ البصیرۃ اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تے ہیں۔
بلا شک وہ سننے والا قریب ہے۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ و
صحابہ ۔

الفقیہ الی اللہ عبد العزیز بن عبد اللہ
ابن باز ساعہ اللہ۔ رئیس العام
لإدارات البحوث العلمیة والإفتاء
والدعوة والإرشاد۔ الرياض

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين ولا عدوان الا على الظالمين
واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له الملك الحق المبين
واشهد ان محمدا عبده ورسوله خاتم النبيين وامام المتقين
صلى الله عليه وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم
الدين - اما بعد -

اللہ رب العزت نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے
ساتھ تمام اہل جہان کے لیے رحمت، عمل کرنے والوں کے لیے نذر اور لوگوں پر رحمت بنا
کر مبعوث فرمایا، آپ کی ذات گرامی اور آپ پر نازل کردہ کتاب حکمت کے ذریعے اللہ تعالیٰ
نے وہ سب کچھ بیان فرمادیا جس میں بندوں کے لیے بھلائی اور ان کے دینی و دنیوی امور
کی استقامت ہے۔

جیسے صحیح عقائد، درست اعمال، عمدہ اخلاق اور بند پایہ آداب وغیرہ۔
اولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو روشن اور صاف راستہ پر چھوڑ کر گئے ہیں، جس کی
رات بھی دن کی طرح (روشن) ہے۔ صرف ہلاکت اختیار کرنے والا شخص ہی اس
راستے سے ہٹ سکتا ہے۔

پھر آپ کی امت کے وہ افراد اس راستے پر گامزن رہے جنہوں نے اللہ اور اس کے
رسول کی دعوت پر لبیک کہا، وہ صحابہ کرام، تابعین عظام کی تمام مخلوق میں سے چیدہ برگزیدہ
جماعت تھی اور وہ لوگ جنہوں نے خوش اسلوبی سے ان کی پیروی کی، شریعت کو لے کر اٹھے
سنت رسول کو مضبوطی سے تھامے رکھا، عقیدہ، عبادت اور اخلاق و آداب میں اسے
پوری طرح اپنایا، اور یہی حضرات وہ مبارک جماعت قرار پائے جو ہمیشہ سے حق پر قائم
ہے۔ ان کی مخالفت کرنے والے اور انہیں رسوا کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں
پہنچا سکتے تا آنکہ دنیا مت برپا ہو جائے گی اور وہ اسی شریعت پر رواں دواں ہوں گے
اور ہم بھی۔ الحمد للہ۔ انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ان کے طرز عمل

کو جس کی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے تائید ہوتی ہے۔ اپنائے ہوئے ہیں، ہم تہذیبِ نعمت کے طور پر ادنیٰ بیان کرنے کے لیے اس کا ذکر کر رہے ہیں کہ ہر مومن کو اس طریقے پر کاربند رہنا ضروری ہے۔

اور ہم اللہ کے حضور دست بردار ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو دنیا و آخرت میں کلمہ طیبہ پر ثبات قدم رکھے اور ہمیں اپنی رحمت سے نوازے۔ بلاشبہ وہ بہت نوازشیں فرمانے والا ہے۔

میں نے اس موضوع کی اہمیت اور عقیدے کے بارے میں لوگوں کی منتہی اور متفرق خواہشات کے پیش نظر بہتر سمجھا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ جس پر ہم عمل پیرا ہیں بالاختصار قلمبند کر دیا اور وہ عقیدہ اللہ رب العزت، اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روز قیامت اور تقدیر کی بھلائی و بُرائی پر ایمان لانے کا نام ہے۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو خالص اپنی ذات کے لیے کرنے کی توفیق بخشے، اسے پسندیدہ اعمال کے مطابق بنائے اور اپنے بندوں کے لیے سودمند کرے۔ آمین یا رب العالمین



فصل اول

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ :

اللہ عزوجل، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر کی بُرائی بھلائی پر ایمان لانا۔

اللہ پر ایمان منفصل کا بیان :

پس ہم اللہ کی ربوبیت پر ایمان لاتے ہیں یعنی صرف وہی پالنے والا، پیدا کرنے والا، بادشاہ (ہر شے کا مالک) اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے، اور ہم اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان لاتے ہیں یعنی صرف وہی معبودِ برحق ہے۔ اس کے علاوہ ہر معبود باطل ہے اور اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اس کی صفات پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ یعنی اچھے سے اچھے نام سب اسی کے لیے ہیں اور ان اوصاف میں اس کی وحدانیت پر بھی ہمارا ایمان ہے یعنی اس کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

”رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا“

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا۔ ۱۹/۶۵
 (وہ) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، سب
 پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ کیا
 تم کوئی اس کا ہم نام جانتے ہو؟
 ہمارا ایمان ہے کہ :-

” اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ؕ لَا تَاْخُذُهٗ
 سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ
 مَنْ ذَا الَّذِى يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
 اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَاِلَّا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ
 اِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهٗ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ؕ وَاِلَّا
 يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ؕ وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ “ ۲/۲۵۵

اللہ (ہی معبود برحق ہے) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، زندہ،
 ہمیشہ قائم رہنے والا، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں اور
 جو کچھ زمین میں ہے۔ سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر
 اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو (ہو رہا) ہے۔ اور
 جو کچھ ان کے پیچھے (ہو چکا) ہے۔ وہ سب جانتا ہے۔ اور وہ اس کے علم
 میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے، ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے۔
 (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیرے میں
 لے رکھا ہے اور اسے ان کی حفاظت دشوار نہیں اور وہ بڑا بلند و بالا

اور صاحبِ عظمت ہے ۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ ۔

» هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ - هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِيمُنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ
الْمُتَكَبِّرُ - سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ - هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ
الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ « ۲۲-۲۳-۲۴/۵۹
وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کا
جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے
سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں، (حقیقی) بادشاہ (مہرِ عیسیٰ) پاک ذات، سالم،
امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست، بڑائی والا، لوگ جو شرک مقرر
کرتے ہیں۔ اللہ اس سے پاک ہے۔ وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق، رکنِ
واختراع کرنے والا، صورتیں بنانے والا، سب اچھے سے اچھے نام اسی کے
ہیں۔ آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں۔ سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ
غالبِ حکمت والا ہے ۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ ۔

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اسی کے لیے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ
ہے: «يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ نَافَاً قَلِيلًا يَهَبُ لِمَنْ

يَشَاءُ الذُّكُورَ ۚ أَوْ يَزُوْجَهُمْ ذُكْرًا نَّافِلًا وَيَجْعَلُ مَنْ
يَشَاءُ عَقِيْمًا ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۴۹﴾ ۴۲/۵۰

وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور
جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا
ہے، اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ جاننے والا (اور)
قدرت والا ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ :-

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۚ لَهُ مَقَالِدُ
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ ۴۲/۱۲

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب دیکھنے والا، سننے والا ہے، آسمانوں
اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر
دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ
ہر شے سے واقف ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ :-

«وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلٰى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ
مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾ ۱۱/۱۱»

زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ جہاں
رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی، یہ سب کچھ کتاب

روشن میں (لکھا ہوا) ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ :-

«وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي
الْبَرْقِ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي
ظُلُمَاتٍ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَأْكُوسُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ»

۶/۵۹

اور اس کے پاس غیب کی کھیاں ہیں، جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور
اسے نیکی اور سندن کی تمام چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا
ہے اور زمین کے اندھیر میں کوئی دلوں کو نہ دیکھتا اور کوئی چیز نہیں مگر وہ کتاب روشن
میں (لکھی ہوئی) ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ -

«إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ
مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مِمَّاذَا تَكْسِبُ عَدًّا وَمَا تَدْرِي
نَفْسٌ بِتَأْتِي أَرْضٍ تَمُوتُ... الآية ۳۳/۳۴

بلاشبہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور وہی (مالوسی کے بعد) مینہ
برساتا ہے، اور جو کچھ (حاملہ کے) رحم میں ہے۔ اس کی حقیقت کو وہی جانتا ہے
اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کام کرے گا اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس
سرزمین میں اسے موت آئے گی۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ -

اللہ تعالیٰ جو چاہے، جب چاہے اور جیسے چاہے کلام کرتا ہے۔

«وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا» ۴/۱۶۳

اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔

«وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ» ۴/۱۶۳

اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقررہ وقت پر (کوہ طور پر) آئے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام فرمایا۔

«وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ

نَجِيًّا» ۱۹/۵۲

اور ہم نے ان کو طور کی دائیں جانب سے پکارا اور سرگوشی کرنے کے لیے قریب بلایا۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

«لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَكَلِمَاتُ رَبِّي لَنَفَذَ الْبَحْرُ

قَبْلَ أَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتُ رَبِّي» الآية ۱۸/۱۰۹

اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کے) لیے سیاہی ہو تو

قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے۔

«وَلَوْ أَتَتْ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامًا وَالْبَحْرُ

يَمْدُهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ»

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ» ۳۱/۲۷

اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر

کا تمام پانی، سیاہی ہو، اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی) ہو جائیں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔
اور ہمارا ایمان ہے کہ :-

اللہ کے کلمات خبروں میں صداقت، احکام میں عدل و انصاف اور باتوں میں حسن و جمال کے اعتبار سے تمام کلمات بڑھ کر اکمل و اتم ہیں۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا“ الآية - ۶/۱۱۶
اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔
نیز فرمایا :

”وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا“ ۴/۸۷

اور اللہ سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے ؟
اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے۔ یقیناً اس نے وہ کلام کیا ہے اور جبریل پر القا فرمایا۔ پھر جبریل علیہ السلام نے اسے آنحضرتؐ کے قلب مبارک پر اتارا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ“ الآية - ۱۶/۱۰۲

کہہ دیجیے اس کو روح القدس تمہارے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لے کر نازل ہوئے ہیں۔

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ٢/٥٥

وہ بلند و بالا، عظمت والا ہے۔

نیز فرمایا :-

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ٤/١٨

اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ حکیم و خیر ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ :

وَإِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي

سِتَّةَ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُدِيرُ الْأُمُورَ ١٠/٣

تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا پھر عرش پر مستوی ہوا۔ وہی ہر کام کا انتظام کرتا ہے۔

اور اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ بذاتہ اس پر بند و بالا ہوا جیسی بلندی اس کی عظمت و جلال کے شایانِ شان ہے۔ اس کے سوا کسی کو

اس بلندی کی کیفیت معلوم نہیں ہے ۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہوتے ہوئے اپنی مخلوق کے ساتھ بھی ہے ، ان کے حالات جانتا ، اقوال سنتا ، افعال دیکھتا اور تمام امور خلق کی تدبیر کرتا ہے ، فقیر کو روزی دیتا اور نازاں کو طاقت بخشا ہے جسے چاہے بادشاہی سے نوازتا اور جس سے چاہے اختیارِ سلطنت سلب کر لیتا ہے ، جسے چاہے عزت دے دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے ، ہر قسم کی بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔ اور جس ذات کی یہ شان ہو خواہ وہ حقیقتاً مخلوق سے بالاتر اپنے عرش پر ہی ہو اس کے باوجود وہ اپنی مخلوق کے ساتھ حقیقتاً ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝۱۱

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب دیکھنے ، سننے والا ہے ۔

ہم ہمیشہ میں سے حلویہ فرقہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنی مخلوق کے ہمراہ زمین میں ہے ، ہمارا خیال ہے کہ جو شخص ایسے کہے وہ یا تو گمراہ ہے یا پھر کافر ، کیوں کہ اس نے اللہ کا ناقص وصف بیان کیا ہے اور ناقص اوصاف اس کے شایانِ شان نہیں ۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے بارے میں خبر دی ہے کہ ہر شب جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو وہ آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا اور کہتا ہے :-

”من يدعوني فاستجب له، من يسألني فأعطيه، من

يستغفرني فأغفرله“ الحديث

کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، کون مجھ سے معافی کا طلب گار ہے کہ میں اس کے گناہ بخش دوں۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے تشریف لائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”كَذَٰلِكَ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى“ ۸۹/۲۳-۲۲-۲۱

تو جب زمین کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی اور تمہارا پروردگار آئے گا اور فرشتے قطار اندر قطار آمو جو وہوں گے اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اس وقت) انتباہ کا اسے کیا فائدہ ؟

اور ہمارا ایمان ہے کہ :-

”فَعَالٌ لَّيَّالٍ“ ۸۵/۱۶

وہ جو چاہے کر دیتا ہے۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ :-

اس کے ارادہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ارادہ کو نیت ۔

یہ بہر حال وقوع پذیر ہو جاتا ہے اور ضروری نہیں کہ اس کی مراد اللہ کو پسند بھی ہو، اور یہ مشیت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ارشاد فرمایا :

«وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ» ۲/۲۵۳

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

نیز فرمایا :

«وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ» الآية ۱۱/۳۴
اور اگر میں چاہوں کہ تمہاری خیر خواہی کروں اور اللہ یہ چاہے کہ تمہیں گمراہ کرے تو میری خیر خواہی کچھ سودمند نہ ہوگی۔ وہی تمہارا پروردگار ہے۔

۲۔ ارادہ شرعیہ :

ضروری نہیں کہ یہ وقوع پذیر ہو جائے مگر اس کی مراد اللہ کو محبوب پسند ہوئی ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

«وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ» الآية ۴/۲۴

اللہ تو چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد خواہ وہ کوئی ہو یا شرعی اس کی

حکمت کے تابع ہے۔

پس اللہ جو کچھ پیدا کرنے کا فیصلہ کرتا یا جس کسی چیز کے ذریعے مخلوق سے شرماعبادت کا تقاضا کرتا ہے تو اس میں ضرور کوئی حکمت ہوتی ہے، اور وہ عین اس حکمت کے مطابق سرانجام پاتا ہے۔ خواہ ہمیں اس کا علم ہو سکے یا ہماری عقلیں اس سے دراندہ وقاصر رہ جائیں۔ فرمایا

«أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ» ۹۵/۸

کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے ؟

نیز فرمایا :

«وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ» ۵/۵۰

اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لیے اللہ سے اچھا حکم کس کا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ :

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت کرتا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں

فرمایا :

«مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُحِبُّ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ»

... الایۃ ۳/۳۱

(اے محمد) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو

اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔

اور فرمایا :

«فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ» الایۃ ۵/۵۴

تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن سے وہ محبت رکھے گا اور وہ اس سے محبت رکھیں گے۔

اور فرمایا:

”وَأَقْسِطُوا إِلَى اللَّهِ يَحِبُّ الْمُقْسِطِينَ“ ۳۹/۹
اور انصاف سے کام لو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور فرمایا:

”وَاحْسِنُوا إِلَى اللَّهِ يَحِبُّ الْمُحْسِنِينَ“ ۲/۱۹۵
اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے
اور ہمارا ایمان ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے جو اعمال و اقوال مشروع قرار دیے ہیں وہ اسے پسندیدہ ہیں اور جن سے منع فرمایا وہ اسے ناپسندیدہ۔ فرمایا:

”إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَاهُ لَكُمْ الْآيَةُ ۳۹/۷

اگر تم ناشکری کرو گے تو اللہ تم سے بے پرواہ ہے اور وہ اپنے بندوں سے ایسے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر شکر کرو گے تو وہ اس کو تمہارے لیے پسند فرمائے گا۔

نیز فرمایا:

”وَلِكُنْ كِرَہَ اللَّهِ اتَّبَعَتْهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا

مَعَ النَّاعِدِينَ ۹/۴۶

لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا (اور نکلتا) پسند نہیں فرمایا، تو ہلنے جلنے ہی نہ دیا، اور (اُن سے) کہہ دیا گیا کہ جہاں (معذور) بیٹھے ہیں تم بھی ان کے ساتھ بیٹھے رہو۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ :

اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر راضی ہوتا ہے جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے

ہیں۔ فرمایا :

”رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ“ ۹۶/۸

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ (رضامندی کی نعمت) اس

کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ :

کفار وغیرہ جو لوگ غضب کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان پر غصے اور ناراض

ہوتا ہے۔ فرمایا :

”الظَّالِمِينَ يَا اللَّهُ ظَنَ السَّوْءَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ

اللَّهُ عَلَيْهِمْ“ الآیۃ ۶/۴۸

جو اللہ تعالیٰ کے حق میں بُرے بُرے خیال رکھتے ہیں انہی پر بُرے حادثے

واقع ہوں گے اور اللہ ان پر ناراض ہوا۔

اور فرمایا :

”وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

مَنْ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ“ ۱۶/۱۰۶
بلکہ وہ جو دل کھول کر کفر کرے تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ :
اللہ کا جلال و اکرام سے موصوف چہرہ مبارک ہے۔ فرمایا :
”وَيَنْفَعُ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“ ۵۵/۲۴
اور تیرے پروردگار کا چہرہ جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گا
اور ہمارا ایمان ہے کہ :

اللہ تعالیٰ کے عظمت و کرم سے متصف دو ہاتھ ہیں۔ فرمایا :
”بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ . يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ“ ۵۷/۶۴
بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

اور فرمایا :

”وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ“ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَالسَّمُوتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ”سُبْحَانَهُ
وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ“ ۳۹/۶۴

اور انہوں نے اللہ کی قدر شناسی جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور عالی شان ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ :
اللہ تعالیٰ کی وحیاتی آنکھیں ہیں جس کی دلیل درج ذیل آیت قرآنی اور حدیث
نبوی ہے۔ فرمایا :

”وَاصْنَعِ الْفُلْكَ يَا عِيسَىٰ نَا وَوَحَيْنَا الْاٰیۃ ۱۱/۳۷

اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہماری آنکھوں کے سامنے بناؤ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”وَجَابَهُ الثُّورُ كَوْنَهُ كَشَفَهُ لِأُحْرَقَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ

ما انتھی إلیہ بصره من خلقه“

اللہ کا پردہ نور ہے اگر اسے اٹھائے تو اس کے چہرہ مبارک کے انوار
سمتِ نگاہ اس کی مخلوق کو جلا کر رکھ دیں ۔

اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ کی آنکھیں دو ہیں اور اس کی تائید
درج ذیل فرمانِ نبوی سے بھی ہوتی ہے ۔

آپ نے دجال کے بارے میں فرمایا :

”انه اعور وان ربكم ليس باعور“

دجال کا ناہے اور تمہارا پروردگار اس عیب و نقص سے پاک ہے ۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ :

”لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ

الْكَافِيُ الْخَبِيرُ“ ۶/۱۰۳

(وہ ایسا ہے کہ نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کرتا

ہے اور وہ باریک بین ہے، خبردار ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ :

مومن قیامت کے دن اپنے پروردگار کے دیدار سے لطف اندوز ہوں گے۔

فرمایا :

”وَجُودُهُ يَقْوَمُ بِشِدَّةِ تَاَضُّعِهِ الْخَلْقِ كَيْفَ تَهْمَا تَاَظْهَرُ“ ۵/۲۳، ۲۲

اس دن بہت چہرے پر رونق ہوں گے، اپنے پروردگار کے محو دیدار

ہوں گے۔

اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ ان جملہ صفات باری تعالیٰ میں کمال کی وجہ

سے اس کا ہم مثل کوئی نہیں ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے :

”وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ ذُو الْمُلْكِ الْقَبِيرِ“ ۲۲/۱۱

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ :

”لَا تَأْخُذُہٗ سِنَہٗ ۙ وَلَا قَدَمٌ ۚ اٰیٰۃٌ ۙ ۲/۲۵۵

اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

کہیں کہ اس میں حیات اور قیومیت کی صفات بدرجہ کمال پائی جاتی ہیں۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ اپنے کمالِ عدل والفت کی وجہ سے کسی ظلم

نہیں کرتا۔

اور اپنے ہمہ گیر علم و کمالِ نگرانی کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کے اعمال سے

کبھی بے خبر نہیں ہوتا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے کمال علم و قدرت کی وجہ سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز اسے لچا نہیں کر سکتی۔ فرمایا:

”إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ“ ۳۶/۸۲

اس کی شان یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرمادیتا ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔

اور یہ کہ اپنے کمال قوت کی بدولت اسے کبھی لچاری اور تھکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ ارشاد فرمایا:

”وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۖ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ“ ۵۰/۳۸

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوق) ان میں ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہمیں ذرا بھی تھکاوٹ نہیں ہوئی۔

”لغوب“ کا لفظ عاجزی اور تھکاوٹ دونوں کا معنی دیتا ہے۔

اور ہمارا ان تمام اسماء و صفات باری تعالیٰ پر ایمان ہے جن کا ثبوت خود اللہ کے کلام سے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے ملتا ہے لیکن ہم دو عظیم غلطیوں سے اظہارِ برأت کرتے ہیں۔

۱۔ التمثیل:

یعنی دل یا زبان سے یہ کہنا کہ

اللہ تعالیٰ کی صفات بھی مخلوق کی صفات کی طرح ہیں۔

۲۔ التکیف :

دل یا زبان سے یہ کہنا کہ اللہ کی صفات یوں اور یوں ہیں۔
 ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے منزہ اور پاک ہے جن کی
 اپنی ذات کے بارے میں اس نے خود یا اس کے رسولؐ نے نفی کی ہے۔
 یاد رہے کہ اس نفی میں ضمناً اس کے الٹ اوصاف کمال کا ثبوت بھی ہے
 اور جن صفات کے متعلق اللہ اور اس کے رسولؐ نے سکوت اختیار فرمایا ہے
 ہم بھی ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔
 اودھم سمجھتے ہیں کہ اس رستے پر چلنا فرض ہے اور اس کے بغیر کوئی
 چارہ نہیں۔

کیوں کہ جن چیزوں کو اپنی ذات کے لیے خود اللہ نے ثابت کیا یا ان کی نفی
 کی ہے وہ اس نے اپنی ذات کے بارے میں خبر دی ہے، اور اپنی ذات کو وہی
 سب سے بہتر جانتا ہے۔

پھر حسن بیان اور صدق مقال میں بھی وہ بے مثال ہے۔
 اور بندوں کا علم تو اس کی ذات کا ہر گز احاطہ نہیں کر سکتا۔

اور اللہ تعالیٰ کی جن صفات کے وجود یا ان کی نفی کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے ملتا ہے وہ آپ کی طرف سے اللہ کی ذات کے بارے میں خبریں ہیں۔ اور
 لوگوں میں سب سے بڑھ کر آنحضورؐ کو ہی اللہ کے بارے میں علم تھا اور آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم پوری مخلوق میں سب سے زیادہ خیر خواہ، سچے اور عمدہ گفتگو کرنے والے

تھے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام
کمالِ علم اور کمالِ صداقت کا حامل اور حُسنِ بیان میں سب سے بڑھ کر اور بہتر ہے تو پھر
اسے قبول کرنے میں تردد کے لیے کوئی بہانہ ہے، نہ اسے رد کرنے کے لیے
کوئی عذر۔

واللہ الموفق

فصل دوم:

اللہ کی وہ تمام صفات جن کا ہم نے گزشتہ صفحات میں تفصیلاً یا اجمالاً
نفیاً یا اثباتاً ذکر کیا ہے ہم ان سب کے بارے میں اپنے ربِّ عظیم کی کتاب قرآن
اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ پر اعتماد کرتے ہیں، سلف امت
اور ان کے بعد آنے والے ائمہ ہدایت کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔
اور ہمارے نزدیک کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
نصوص کو ان کے ظاہری معانی اور اللہ عزوجل کی شان کے لائق حقائق پر محمول کرنا
واجب ہے۔

اور ہم اعلانِ بیزاری و برائت کرتے ہیں :-

۱۔ اہل تحریف کے طریق کار سے — جنہوں نے ان نصوص کتابِ مسنت
میں اللہ و رسول کے منشاء و مراد کے خلاف تحریف کی اور
انہیں غلط معانی پر محمول کیا۔

ب۔ اور اہل تطیل کے طرزِ عمل سے — جنہوں نے ان نصوص کو معطل قرار
دے کر انہیں ان کے مدلولات کے لیے بے معنی ٹھہرا دیا
جو ان سے اللہ اور رسول کی مراد تھے۔

ج۔ اور اہل غلو کی روش غلط سے — جنہوں نے ان نصوص کو تمثیل پر محمول کیا
یعنی ان کے معانی اور مدلولات کو انسانی اوصاف پر قیاس کر
کے اس کی مثالیں دیں یا تکلف کر کے ان صفات باری تعالیٰ

کی کیفیت بیان کی جن پر یہ نصوص دلالت کرتی ہیں۔
اور ہمیں علم یقین حاصل ہے کہ جو کچھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں وارد
ہوا ہے وہ سب حق ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی تناقض و تعارض نہیں ہے۔
جس کی دلیل درج ذیل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ
اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۖ﴾ ۸۲ / ۴

بھلا یہ لوگ قرآن مجید میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی دوسرے
کا کلام، ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

نیز کسی کلام میں باہمی تناقض و تعارض کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کا ایک حصہ
دوسرے حصے کی تکذیب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے منقول خبروں میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔

اور جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول میں یا ان دونوں
کے درمیان باہمی تعارض ہے تو اس کے اس دعوے کی حقیقت غلط مقصد اور دل کی
کجی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ اسے چاہیے کہ اللہ کے حضور توبہ کرے اور اپنی
کج روی سے چھٹکارا حاصل کرے۔

اور جو شخص اس دہم میں مبتلا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول میں یا ان
دونوں کے درمیان باہمی تعارض ہے تو اس کی وجہ قلتِ علم ہے یا قصورِ فہم یا پھر غور و
فکر میں کوتاہی۔

سو اس کے لیے ضروری ہے کہ علم کی تلاش کرے، غور و تدبر کی کوشش

کہے تا آنکہ حق اس پر واضح ہو جائے۔ اگر اس کے باوجود اسے حق کی روشنی نصیب نہ ہو تو معاملہ کسی صاحب علم پر چھوڑ دے۔ اور اپنی اس توہم پرستی سے باز رہے اور پختہ کار اہل علم کی طرح یوں کہے :

”اَمَّا يَوْمَ مَحْضٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔ الْاٰیۃ ۳/۷

ہم اس پر ایمان لائے (یہ) سب کچھ ہمارے پروردگار کے ہاں سے (آیا) ہے۔

اور جان رکھے کہ کتب و سنت میں اور ان دونوں کے درمیان ایک دوسرے سے کوئی تناقض اور اختلاف نہیں ہے۔

و بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ

فصل سوم

ملائکہ پر ایمان

اور ہم اللہ کے فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر کہ وہ اللہ کے
 ”عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُوَ بِأَمْرِهِ
 يَعْمَلُونَ“ ۲۱/۲۶

مکرم بندے ہیں، اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے اور صرف اس
 کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

اللہ نے انہیں پیدا فرمایا ہے، وہ اس کی عبادت میں مصروف اور اطاعت
 کے لیے دست بستہ کھڑے ہیں۔

”لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ“
 ۲۱/۲۰-۱۹

وہ (فرشتے) اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں،
 شب و روز (اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں (نہ تھکتے ہیں) نہ تھمتے ہیں۔

اللہ نے ہماری نظروں سے انہیں اوجھل رکھا ہے لہذا ہم انہیں دیکھ
 نہیں سکتے، بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے لیے انہیں ظاہر
 بھی کر دیتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ

علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا، ان کے چھ سو پر تھے اور انہوں نے پورے افق کو ڈھانپا ہوا تھا۔

اور جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس کامل بشری صورت اختیار کی تو حضرت مریم نے ان سے گفتگو فرمائی اور انہوں نے جواب دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام تشریف فرما تھے۔ جبریل علیہ السلام ایسے شخص کی شکل میں تشریف لائے جس کی نہ کوئی جان پہچان تھی اور نہ اس پر سفر کے آثار دکھائی دیتے تھے، کپڑے نہایت سفید بال انتہائی سیاہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو زانو سے زانو ٹکڑے ہوئے، آپ کی رازوں پر رکھ لیے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوئے اور آپ بھی ان سے مخاطب ہوئے اور ان کے جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ یہ جبریل تھے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ فرشتوں کے ذمے کچھ کام لگائے گئے ہیں جنہیں وہ سرانجام دیتے ہیں۔

چنانچہ ان میں سے ایک جبریل علیہ السلام ہیں جن کو وحی کا کام سونپا گیا ہے جسے وہ اللہ کے پاس سے لاتے اور انبیاء و رسل میں سے جس پر اللہ چاہتا ہے نازل ہوتے ہیں۔

اور ایک ان میں سے میکائیل ہیں۔ بارش اور کھیتی اگانے کی ذمہ داری ان کے سپرد ہے۔

اور ایک اسرائیل ہیں جن کے ذمہ قیامت آنے پر پہلے لوگوں کی بیہوشی کے لیے، پھر دوبارہ زندہ کرنے کے لیے صور بھونکنا ہے۔
اور ایک ملک الموت ہے جس کے ذمہ موت کے وقت روح قبض کرنا ہے۔

اور ایک ملک الجبال ہے جس کے ذمہ پہاڑوں کے امور ہیں۔
اور ایک ان میں سے مالک ہے جو جہنم کا داروغہ ہے۔
اور کچھ فرشتے ان میں سے رحم مادر میں بچوں کے امور پر مقرر ہیں اور کچھ دوسرے بنی آدم کی حفاظت پر متعین۔
اور فرشتوں کی ایک قسم کے ذمہ بنی آدم کے اعمال کی کتابت ہے۔
ہر شخص پر دو فرشتے مقرر ہیں۔

”عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ۚ مَا يَلْفُظُونَ
قَوْلًا إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ“ ۵۰/۱۸-۱۷

جو دائیں بائیں بیٹھے ہیں۔ کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس (لکھنے کو) تیار رہتا ہے۔

ایک گروہ میت سے سوال کرنے پر مامور ہے۔ جب میت موت کے بعد اپنے ٹھکانے پر پہنچا دی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کے پروردگار، اس کے دین اور نبی کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو

”يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ“ ۱۴/۲۷
 اللہ ایمانداروں کو کچی بات (کھڑکھٹیاہ) پر دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے
 اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور اللہ بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا
 ہے کرتا ہے۔

اور ان میں سے کچھ فرشتے اہل جنت کے ہاں متعین ہیں۔
 ”يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۖ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا
 صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ“ ۲۴، ۲۳

ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے، (اور کہیں گے) تم پر
 سلامتی ہو (یہ) تمہاری ثنابت قدمی کے سبب ہے اور عاقبت کا گھر خوب ہے۔
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ آسمان میں ”البیت المعمور“ ہے
 جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق
 اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو ایک مرتبہ داخل ہو جاتے ہیں ان کی باری
 دوبارہ کبھی نہیں آتی۔

و بِاللّٰهِ التَّوْفِیْق

فصل چہارم

کتابوں پر ایمان

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کتابیں نازل فرمائیں جو اہل جہاں پر اللہ کی حجت اور عمل کرنے والوں کے لیے منارہ نور ہیں۔ پیغمبر ان کتابوں کے ذریعے لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے اور ان کے دلوں کی صفائی فرماتے رہے ہیں۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نے ہر رسول کے ساتھ ایک کتاب نازل فرمائی ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ“ الآية ۵۴/۲۵

تحقیق ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

اور ہمیں ان میں سے درج ذیل کتابوں کا علم ہے۔

۱۔ توراۃ :- جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ کتب بنی اسرائیل میں سے عظیم ترین کتاب ہے۔

”فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ

أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُغْفِلُوا
مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْكُمْ شُهَدَاءَ ۚ (الآیہ ۵۰/۲۲)

جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اسی کے مطابق انبیاء و (اللہ کے)
فرماں بردار تھے۔ یہودیوں کو حکم دیتے رہے اور مشائخ و علماء بھی کیونکہ وہ کتاب اللہ
کے نگہبان مقرر کیے گئے تھے اور وہ اس پر گواہ تھے۔

بے: انجیل۔ جسے اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا
اور وہ توراۃ کی تصدیق اور اس کا تتمہ تھی۔

فرمایا:

”وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ“

۵۰/۲۶

اور ہم نے اس (عیسیٰ) کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور
وہ تورات کی جو اس سے پہلی (کتاب) ہے۔ تصدیق کرتی ہے اور پرہیزگاروں
کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔

نیز فرمایا:

”وَلَا حِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ“ (الآیہ ۳۰/۵۰)

اور (میں اس لیے بھی آیا ہوں) کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تم سے
لیے حلال کر دوں۔

ج: زبور :- جس سے اللہ نے حضرت داؤد کو سر فرما فرمایا۔

د۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحائف ۔
 ہ۔ قرآن مجید :- جسے اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا :-

”هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ“ النبیۃ

۲/۱۸۵

جو لوگوں کے لیے راہنما اور (جس میں) ہدایت کی واضح نشانیاں ہیں اور جو حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے ۔

اور فرمایا :

”مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا

عَلَيْهِ“ الاذیۃ ۵/۴۸

جو (کتاب) اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے ۔ اور ان (سب) پر نگران ہے ۔

قرآن حکیم کے ذریعے اللہ نے سابقہ تمام کتابوں کو منسوخ قرار دے دیا ۔
 آوارہ مزاج لوگوں کی یہودگی اور اہل تحریفیت کی ہر قسم کی کجی سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری خود اپنے ذمے لی ۔ فرمایا :

”إِنَّا لَنَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“ ۱۵/۹

اے شک ذکر (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگبان ہیں
 کیوں کہ وہ قیامت تک کے لیے تمام خلق خدا پر حجت بن کر باقی رہے گا
 اور جہاں تک سابقہ کتب سماویہ کا تعلق ہے سو وہ ایک مدت مقررہ تک

کے لیے ہوا کرتی تھیں تا آنکہ دوسری کتاب نازل ہو جاتی جو پہلی کو منسوخ کر دیتی اور اس میں واقع ہونے والی تحریف و تغیر کی وضاحت بھی کر دیتی یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم سے قبل کوئی کتاب تحریف سے محفوظ نہ تھی۔ چنانچہ ان کتابوں میں تحریف، زیادتی اور کمی سب کچھ واقع ہو چکا تھا۔

جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ“ الآية

۴/۲۹

یہ جو یہودی ہیں ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں۔

۱۔ ”فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ“ ۲/۷۹

تو ان لوگوں پر افسوس جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیوی منفعت) حاصل کریں۔ (ایک) تو ان کے اپنے ہاتھوں سے لکھے پر افسوس ہے اور دوسرا اس لیے ان پر افسوس ہے کہ ایسے کام کرتے ہیں۔

۲۔ ”قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا“

هَدَىٰ لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَأَ طَيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُونَ

کَثِیْرًا“ الاٰیۃ ۶/۹۱

کہہ دیجیے؛ جو کتاب موسیٰ لے کر آئے تھے اسے کس نے نازل کیا تھا؛ جو لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم علیحدہ علیحدہ اوراق، (پنفل) کر کے رکھتے ہو۔ ان (کے کچھ حصے) کو تو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو۔

۳۔ ”وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا یَّتْلُوْنَ السِّنَّتْهُمْ بِالْکِتَابِ لَعَسَّوْهُ مِنْ الْکِتَابِ وَمَا هُمْ مِنَ الْکِتَابِ ۚ وَیَقُولُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَیَقُولُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْکِذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۚ مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّوْتِیَهِ اللّٰهُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالتَّوْبَةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ“ الاٰیۃ ۷۸-۷۹/۳

اور ان (اہل کتاب) میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب (تورات) کو زبان مر و مر د کر پڑھتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں، کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ (یہ بات) جانتے بھی ہیں کہ کسی بشر کو یہ شایان شان نہیں کہ اللہ تر اسے کتاب حکم اور توبت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ۔ ۴۔ ”یَا هٰلَ الْکِتَابِ فَذِجَاۤءُ کُمْ رَسُوْلُنَا یَبِیْنُ لَکُمْ

كَثِيرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ
 كَثِيرٍ، قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي
 بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمُ
 مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيَهُمْ إِلَى
 صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ
 الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ“ الآية ۱۵، ۱۴، ۱۳/۵

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے (آخری) پیغمبر آگئے ہیں۔ جو تم
 کتاب (الہی) میں سے چھپاتے تھے۔ وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں
 کھول کھول کر بتا دیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور نظر انداز کر دیتے
 ہیں۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب
 آچکی ہے جس سے اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو سجات کے رستے دکھاتا
 ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا
 اور ان کو سیدھے رستے پر چلاتا ہے۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں، کہ
 عیسیٰ ابن مریم ہی اللہ ہے۔ وہ بے شک کفر کرتے ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ

فصل پنجم

رسولوں پر ایمان

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف رسول مبعوث فرمائے اور ان کو

”مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِنَسْأَلَ بَيْنَهُمُ الْبِرَّ عَلَى اللَّهِ حُجَّةً“
بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا“ ۴/۱۶۵

خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے سامنے دلیل دینے کا موقع نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ ان میں سے اولین رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ فرمایا
”إِنَّا أَفْحِشْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَفْحِشْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ
مِنْ بَعْدِهِ“ الآية ۴/۱۶۳

(اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان سے پچھلے رسولوں کی طرف بھیجی تھی۔
نیز فرمایا:

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ

اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ الایہ ۳۳/۴۰

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی ہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے ہیں)۔

اور بے شک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں اور پھر علی الترتیب حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ وعلیہا السلام کا مقام و مرتبہ ہے۔ اور یہی پانچ خصوصیت سے اس آیت کریمہ میں مذکور ہیں۔

”وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَآخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا“ ۳۳/۷

اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور عہد بھی ان سے لے لیا۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت بھی قطعی ہے کے حامل ان تمام رسولوں کی شریعتوں کے جملہ فضائل کو اپنے اندر سیٹے ہوئے ہے۔ فرمایا،

”شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا قَالِذِیْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِمُْوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ“ ۲۲/۱۳

اس نے تمہارے لیے دین کا وہی رستہ مقرر کیا ہے جس (کے اختیار کرنے) کا نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اسے محمد) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام رسول بشر اور مخلوق تھے۔ بربریت کے ساتھ خاص امور میں سے ان میں کوئی چیز نہ تھی۔ اللہ نے اولین رسول حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے ارشاد فرمایا:

”وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَتَقُولُ إِنْ مَلَكَ“ الآية ۱۱/۳۱

نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ اور سب سے آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ لوگوں سے فرمادیں۔

”وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَتَقُولُ لَكُمْ إِنْ مَلَكَ“ الآية ۶/۵۰

نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ اور یہ بھی فرمادیں کہ:

”لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ“ الآية ۱۸/۸۸

میں اپنی ذات کے لیے کسی فائدے اور نقصان کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے۔

اور فرمادیں کہ،

”إِنِّي لَأَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا قُلْ إِنِّي لَتَجِيزُنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدًا وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا“ ۲۲/۲۲، ۲۳

بے شک میں تمہارے حق میں کسی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا، یہ بھی کہہ دو کہ اللہ (کے عذاب) سے مجھے ہرگز کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے سوا کہیں جائے پناہ میں پاتا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام رسولِ طہیم السلام اللہ کے بندوں میں سے تھے، اللہ نے انہیں رسالت کے اعزاز سے نوازا اور ان کی مدح و تائید کے بلند ترین مقامات میں ان کے وصفِ عبودیت (بندگی) کا ذکر فرمایا۔ اولین پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا،

”ذُرِّيَّتَهُ مَنْ حَمَلَتْ مَعَهُ نُوحًا إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا“ ۲۷/۲۷
اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا، بے شک نوح (ہمارے) شکر گزار بندے تھے۔

اور خاتم الرسل حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا،

”تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا“ ۲۵/۱

(اللہ) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل

فرمایا تاکہ اہل جہان کو ڈرائے۔

اور دیگر رسولوں کے متعلق فرمایا:

”وَإِذْ كُنَّا عَبْدًا نَّارًا اِبْرَاهِيمَ وَاسْحَقَ وَيَعْقُوبَ اُولٰٓئِ
الَاٰیِدِیْ وَالْاَبْصَارِ“ ۳۸/۴۵

اور ہمارے ندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کو یاد کرو جو قوت ملے
اور صاحب نظر تھے۔

”وَإِذْ كُنَّا عَبْدًا نَّارًا وَذَٰلَ الْاٰیِدِیْ اِنَّہٗ اَقْبَابٌ“ ۳۸/۴۷
اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو قوت والے تھے، وہ بے شک
(اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔

”وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَقْبَابٌ“ ۳۸/۴۸
اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیے بہت خوب بندے (تھے اور) وہ اللہ
کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

اور عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں ارشاد فرمایا:
”اِنَّ هُوَ اَلْعَبْدُ الَّذِیْ عَلَّمْنَا عَلَیْہِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِیِّ
اِسْرَآئِیْلَ“ اذیہ ۴۳/۵۹

وہ تو ہمارے ایسے بندے تھے جن پر ہم نے فضل کیا اور بنی اسرائیل کے
لیے ان کو (اپنی قدرت کا) نمونہ بنا دیا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسالت محمد علی صا جہا الصلاۃ
والسلام کے ساتھ سلسلہ رسالت و نبوت ختم فرمایا اور آپ کو پوری انسانیت

کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا
الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي
وَيُمِيتُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ الْحَنِيفِ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ
كَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ“ ۱۵۸/۴

(اے محمد) کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں
(یعنی اس کا رسول ہوں) وہ جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے
اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے تو اللہ پر
اور اس کے رسول اُمی پر جو اللہ اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان
لاؤ اور ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی دین
اسلام ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا۔ اور بیشک اس
کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کا کوئی دین قبول نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”إِنَّا الْوَحِيدِينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ“ الآية ۱۹/۳

بے شک دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

اور فرمایا :

”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا“ الآية ۵/۳

آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری

کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

اور فرمایا :

”وَمَنْ يَسْتَعِزَّ عَنِ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ
فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ“ ۳/۸۵

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

اور ہمارا اعتقاد ہے کہ جو مسلمان دین اسلام کے علاوہ کسی دین مثلاً یہودیت نصرانیت وغیرہ کو قابل قبول اور معتبر سمجھے وہ کافر ہے۔ اسے توبہ کے لیے کہا جائے گا اگر وہ توبہ کرے تو بہتر ورنہ اسے مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا کیوں کہ وہ قرآن پاک کی تکذیب کا مرتکب ہوا ہے۔

اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جس شخص نے رسالت محمدیہ یا اس کے بڑی انسانیت کے لیے ہونے کا انکار کیا، اس نے تمام رسولوں کے ساتھ کفر کیا۔ حتیٰ کہ اس رسول کا بھی جس کی اتباع اور اس پر ایمان کا اسے دعوٰی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ بِالْمُؤْسَلِينَ“ ۲۶/۱۰۵

قوم نوح نے (بھی) رسولوں کی تکذیب کی۔

اس آیت مبارکہ میں نوح علیہ السلام کی تکذیب کرنے والوں کو تمام رسولوں کے کذب قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ نوح علیہ السلام سے قبل کوئی رسول نہیں ہوا اللہ نے فرمایا :

”إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ
يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ
بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا
أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ
عَذَابًا مُّهِينًا“ ۱۵۰-۱۵۱/۴

بے شک جو لوگ اللہ سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور
اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض
کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے درمیان ایک نئی راہ نکالنا چاہتے ہیں وہ بلاشبہ
کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں،
اور آپ کے بعد جس کی سنہوت کا دعویٰ کیا یا کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی اور اسے
سچا سمجھا وہ کافر ہے کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمانوں کے اجماع
کو جھٹلانے کا مرتکب ہوا ہے۔

اور ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین پر بھی ایمان ہے
جو آپ کی امت میں آپ کے بعد علم، دعوت و تبلیغ اور مومنوں پر ولایت میں
آپ کے خلیفے بنے۔ اور بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی چاروں
خلفاء میں سب سے افضل اور خلافت کے اولین حق دار تھے۔ پھر علی الترتیب
حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی
اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ ہے۔ اسی مقام و مرتبہ اور فضیلت میں ترتیب کے مطابق

وہ یکے بعد دیگرے خلافت کے حق دار بنے۔

اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بات بہت بعید ہے۔ جب کہ اس کا کوئی کام بھی انتہائی درجہ کی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ کہ وہ خیر القرون میں کسی بہتر اور خلافت کی زیادہ حق دار شخصیت کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کو مسلمانوں پر مسلط فرمائے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ خلفاء راشدین میں سے مذکورہ ترتیب کے مطابق بعد والے خلیفہ میں ایسے خصائص ہو سکتے ہیں جن کی بدولت وہ اپنے لئے افضل خلیفہ سے جزوی طور پر فائق ہو لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنے سے افضل خلیفہ پر مطلق فضیلت کا حق دار ہے کیوں کہ فضیلت کے اسباب بہت سارے اور کئی قسم کے ہیں۔

امت محمدیہ تمام امتوں سے بہتر ہے

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ :

یہ امت تمام امتوں سے بہتر اور اللہ کے ہاں زیادہ عزت و شرف رکھتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ الآية ۱۱۰/۳

(مومنو) جتنی امتیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو ہمارا ایمان ہے کہ :

امت میں سب بہتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ پھر تابعین اور پھر تبع تابعین رحمہم اللہ۔ اور یہ کہ اس امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ ان کی مخالفت کرنے والا، یا انہیں بے یار و مددگار چھوڑنے والا کوئی شخص ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جہنم پذیر ہوئے ان کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اجتہاد پر مبنی تاویل کی بنا پر سب کچھ ہوا جس کا اجتہاد درست تھا اسے دوا جہل میں گئے اور جس سے اجتہاد غلطی ہوئی اسے ایک اجر ملے گا اور اس کی خطا بخش دی گئی ہے۔

اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کی ناپسندیدہ باتوں پر حرف گیری سے مکمل طور پر باز رہنا واجب ہے۔ صرف ان کی بہتر سے بہتر مدح سرائی کرنی چاہیے جس کے وہ مستحق ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے متعلق ہمیں اپنے دلوں کو کینے اور بغض وغیرہ سے پاک رکھنا چاہیے کیوں کہ ان کی شان میں اللہ کا فرمان ہے۔
 "لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلْ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا وَكَذَٰلِكَ وَعَدَ اللَّهُ الْخَاسِرِينَ" (البقرہ ۱۷۷)

جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ (اور جس نے یہ کام بعد میں کیے برابر نہیں ہو سکتے۔ ان کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں (مال) خرچ کیا اور جہاد میں شریک ہوئے اور اللہ نے سب سے نیک (ثواب) کا وعدہ کیا ہے۔

اور ہمارے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے :

”وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ“ ۵۹/۱۰

اور ان کے لیے پھر جو ان (مجاہدین) کے بعد آئے (اور) دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما دے اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ (حد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔
و بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ

فصل ششم

قیامت پر ایمان

اور یوم آخرت پر ہمارا ایمان ہے اور وہی قیامت کا دن ہے جس کے بعد کوئی دن نہیں، جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا، پھر یا تو ہمیشہ کے لیے نعمتوں کے گھر جنت میں رہیں گے یا دردناک عذاب کے گھر جہنم میں۔

اور ہمارا بعث بعد الموت پر ایمان ہے یعنی حضرت اسرافیل جب دوبارہ صور پھونکیں گے تو اللہ تعالیٰ تمام مُردوں کو زندہ فرمائے گا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اٰخَرٰی فَاِذَا هُمْ قِيٰاَمٌ يَنْظُرُوْنَ“ ۳۹/۶۸

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بیہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔ پھر دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔

تب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر پروردگار عالم کی طرف جائیں گے،

ننگے پاؤں بغیر جوتوں کے، ننگے بدن بغیر کپڑوں اور بغیر غنیمتوں کے ہوں گے
 ”كَأَبَدْنَا أَقْلَ خَلْقٍ تُعِيدُهُ وَعَدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا
 فَاعِلِينَ“ ۲۱/۱۰۴

جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا۔ اسی طرح دوبارہ پیدا کریں
 گے (یہ) وعدہ (ہے جس کا پورا کرنا ہم کا لازم ہے۔ ہم دایا) ضرور کرنے والے ہیں۔
 اور ہمارا اعمال ناموں پر بھی ایمان ہے کہ وہ دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے
 یا پشت کی جانب سے بائیں ہاتھ میں۔ فرمایا،

”فَأَمَّا مَنْ أَوْفَىٰ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسِبُ
 حَسَابًا تَسِيمًا وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مُسْرُورًا وَأَمَّا مَنْ
 أَوْفَىٰ كِتَابَهُ فَدَاءَ ظَهْرِهِ فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا وَيَصْلَىٰ
 سَعِيرًا“ ۸۴/۷

تو جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب
 آسان لیا جائے گا اور اپنے گم والوں میں خوش ہو کر لوٹے گا اور جس کا نامہ
 اعمال اس کی پشت کی جانب سے دیا گیا۔ وہ ہلاکت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی
 آگ میں داخل ہوگا۔

اور فرمایا،

”وَكُلُّ إِنْسَانٍ لِّلزَّمَنِهِ هَآئِرَةٌ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَشْهُورًا. اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ
 بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا“ ۱۷/۱۳

اور ہم نے ہر انسان کی قسمت اس کے گلے میں لٹکا دی ہے اور قیامت کے روز (ایک) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔ اور میزان ہائے اعمال پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ قیامت کے روز وہ قائم کیے جائیں گے۔ پھر کسی جان پر کوئی بھی ظلم نہ ہوگا۔

”فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ“ ۱۰۰/۸۶، ۸۷

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

”فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ تَلَفَحَ وُجُوهُهُمْ النَّارَ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ“ ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴/۲۳

تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔

”مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثْلُهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلُهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ“ ۴/۱۶۱

جو کوئی نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی ہی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اسے ویسی ہی سزا ملے گی (ایک برائی کے برابر) اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا، اور ہمارا ایمان ہے کہ شفاعتِ عظمیٰ کا اعزاز خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا۔

جب لوگ ناقابلِ برداشت پریشانی اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے تو پہلے حضرت آدم پھر یکے بعد دیگرے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے تو آپ اللہ کی اجازت سے اس کے حضور بندوں کی سفارش فرمائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ جو مومن اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو جائیں گے ان کو وہاں سے نکالنے کے لیے بھی سفارش ہوگی اور اس کا اعزاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے علاوہ دیگر انبیاء، مومنوں اور فرشتوں کو بھی حاصل ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ مومنوں میں سے کچھ لوگوں کو بغیر سفارش کے محض اپنی رحمت اور فضلِ خاص سے جہنم سے نکال دے گا۔

اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عوض پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے بڑھ کر سفید، (اور برف سے بڑھ کر ٹھنڈا) شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہوگا۔ اس کا طول و عرض ایک ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہوگا۔

اور اس کے آنسو سے حسن و زیبائش اور کثرت تعداد میں آسمان کے تاروں کی مانند ہوں گے (وہ میدانِ محشر میں ہوگا اس میں جنت کی نہ کوثر سے دو پرالے آکر گریں گے)

امتِ محمدیہ کے اہل ایمان وہاں سے پانی پئیں گے جس نے وہاں سے ایک بار پی لیا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ جہنم پر پل صراط نصب ہوگی۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس پر سے گزریں گے۔ پہلے درجے کے لوگ سجلی کی چمک کی طرح گزر جائیں گے پھر درجہ بدرجہ کچھ ہوا کی سی تیزی سے، اور کچھ پرندوں کی طرح اور کچھ تیز دھڑتے ہوئے گزریں گے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط پر کھڑے دُعا فرما رہے ہوں گے۔

اے رب! انہیں سلامت رکھ، جی کہ لوگوں کے اعمال پل صراط پر سے گزرنے کے لیے ناکافی اور عاجز رہ جائیں گے تو وہ پیٹ کے بل ریختے ہوئے گزریں گے۔

اور پل صراط کے دورویہ کنڈیاں شکنی ہوں گی جس کے متعلق انہیں حکم ہوگا اسے پکڑ لیں گی کچھ لوگ تو ان کی خراشوں سے زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ جہنم میں گر پڑیں گے۔

اور کتاب و سنت میں اس دن کی جو خبریں اور ہول کیاں مذکور ہیں۔

ہمارا ان سب پر ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان میں ہماری مدد فرمائے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل جنت کے جنت میں

داخلہ کے لیے بھی سفارش فرمائیں گے اور اس کا اعزاز بھی بالخصوص آپ کی ذات گرامی ہی کو حاصل ہوگا۔

جنت دوزخ پر بھی ہمارا ایمان ہے، جنت دارالنعیم دُعمتوں کا گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور مومن بندوں کے لیے تیار کیا ہے، اس میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی فروبشر کے دل میں ان کا تصور ہی آیا ہے۔ فرمایا:

”فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَنَّاتٍ
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ“ ۳۲/۱۴

کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی کیسی شندک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے رہے۔

اور جہنم عذاب کا گھر ہے جسے اللہ نے کافروں اور ظالموں کے لیے تیار کر رکھا ہے وہ ایسا عذاب اور عبرت ناک منزلیں ہیں جن کا دل پر کبھی کھٹکا بھی نہیں گزرا۔ فرمایا:

”إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ۚ أَحَاطَ بِهِمْ سِلَاقُهَا
وَإِنَّ يَسْتَعِيشُوا يَأْتُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ
بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا“ ۱۸/۲۹

ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی فتاتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح چہروں کو بھون ڈالے گا۔ (ان کے

پینے کا، پانی بھی بُرا اور آرام گاہ بھی بُری۔

اور جنت، دوزخ اس وقت بھی موجود ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔
کبھی فنا نہیں ہوں گے۔ فرمایا :

”وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ
اللّٰهُ لَهُ رِزْقًا“ ۶۵/۱۱

اور جو شخص ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا (اللہ) ان کو باغملائے
بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے
اللہ نے ان کا رزق خوب بنایا ہے۔

”إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا“
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۚ يَوْمَ
تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقْتُولُونَ يَلَيْتَنَّا أَطَعْنَا
اللّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ“ ۳۳/۶۶، ۶۵، ۶۴

بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی
ہوئی آگ (جہنم) تیار کر رکھی ہے۔ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ کسی کو درست
پائیں گے نہ مددگار۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں اٹائے جائیں گے، کہیں
گے، اے کاش! ہم اللہ کی فرماں برداری کرتے اور رسول کا حکم مانتے۔
اور ہم ان سب لوگوں کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں جن کے
یہ کتب و سنت نے نام لے کر یا اوصاف ذکر کر کے جنت کی شہادت

دی ہے۔

جن کے نام لے کر انہیں جنت کی شہادت ملی ہے ان میں ابوبکر صدیق
حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے علاوہ کچھ اور حضرات بھی
شامل ہیں۔ جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعین فرمائی۔
اور اہل جنت کے اوصاف کے اعتبار سے ہر مومن اور متقی کے لیے
جنت کی شہادت ہے۔

اور اسی طرح ہم ان سب لوگوں کے جہنمی ہونے کی شہادت دیتے ہیں
جن کے نام لے کر یا اوصاف ذکر کر کے کتاب و سنت نے انہیں جہنمی قرار
دیا ہے۔ چنانچہ البولس، عمرو بن لُحی اور اس تلاش کے لوگوں کو نام لے کر
جہنمی قرار دیا گیا ہے اور اہل جہنم کے اوصاف کے اعتبار سے ہر کافر اور
مشرک اور منافق کے لئے جہنم کی شہادت ہے۔
اور ہم قبر کی آزمائش و ابتلا پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اس سے مراد وہ سوالات
ہیں جو میت سے اس کے رب، دین اور نبی کے بارے میں ہوں گے۔

پھر
”يُتَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ“ الآية ۱۴/۲۴

اللہ مومنوں کو کئی بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور
آخرت میں بھی (رکھے گا)

مومن تو کسے گا کہ میرا رب اللہ، میرا دین اسلام اور میرے نبی محمد صلی اللہ

علیہ وسلم ہیں۔

مگر کافر اور منافق جواب دیں گے۔

میں نہیں جانتا۔ میں تو جو کچھ لوگوں کو کہتے سنتا، کہہ دیتا تھا۔

ہمارا ایمان ہے کہ قبر میں مومنوں کو نعمتوں سے نوازا جائے گا۔

”الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ“ ۱۶/۳۲

جب فرشتے ان کی جانیں لکانے لگتے ہیں اور یہ (کافر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں۔ سلام کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے سبب بہشت میں داخل ہو جاؤ۔

اور ظالموں اور کافروں کو قبر میں عذاب ہوگا۔ فرمایا،

”وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ ۖ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمْ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ“ ۶/۹۳

اور کاش تم ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لیے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لیے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیات سے کبر کرتے تھے۔

اور اس باب سے میں بہت ساری احادیث بھی اہل علم کے ہاں معروف

ہیں۔ سواہل ایمان پر فرض ہے کہ ان غیبی امور کے متعلق جو کچھ کتاب و سنت میں آیا ہے۔ اس پر بلا چون و چرا ایمان لائیں اور دنیا کے مشاہدات پر قیاس کر کے ان سے معارضہ اور اختلاف نہ کریں کہ اُخروی امور کا دنیوی امور پر قیاس درست نہیں کیونکہ دونوں کے درمیان بڑا اور واضح فرق ہے۔

واللہ المستعان

فصل ہفتم

تقدیر پر ایمان

اور ہم تقدیر کے خیر و شر پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ کائنات کے بارے میں پہلے سے اللہ کے علم اور تقاضا و حکمت کے عین مطابق ہے۔
اور مراتب تقدیر چار ہیں۔

پہلا مرتبہ — علم

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز کے بارے میں جو ہو چکا ہے اور جو ہوگا اور جس طرح ہوگا سب کچھ اپنے انہی اور ابدی علم کے ذریعے جانتا ہے۔ اس کا علم نوپید نہیں ہے، جو بے علمی کے بعد حاصل ہوا و نہ ہی اسے علم کے بعد نسیان لاحق ہوتا ہے (یعنی نہ اس کے علم کی کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی انتہا)

دوسرا مرتبہ — کتابت

ہمارا ایمان ہے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔ فرمایا:

”الْمَ تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“

إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ ۖ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ ۲۲/۷۰
 کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے۔
 (یہ سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔ یہ سب اللہ کے لیے آسان ہے۔

تیسرا مرتبہ ————— مشیت

ہمارا ایمان ہے کہ جو آسمان و زمین میں ہے سب اللہ کی مشیت کا تقاضا
 ہے کوئی چیز اس کی مشیت کے بغیر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو
 جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

چوتھا مرتبہ ————— تخلیق

ہمارا ایمان ہے کہ
 ”اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَمَوْعِدُ كُلِّ شَيْءٍ وَقِيلٌ“
 لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“

۳۹/۶۳، ۶۲

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگران ہے۔
 اس کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔
 اور ان مراتب تقدیر میں وہ سب کچھ شامل ہے جو خود ذات باری تعالیٰ
 کی طرف سے ہوتا ہے اور جو بندوں کی طرف سے ہوتا ہے سو بندوں سے جو بھی
 اقوال و افعال صادر ہوتے ہیں یا جی کاموں کو وہ ترک کر دیتے ہیں اور سب کے

سب اللہ کے علم میں، اس کے پاس لکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ان کا تقاضا کیا اور اللہ نے انہیں پیدا فرمایا۔

”لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَوِيْعَهُ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ“ ۲۸/۲۹۰

(یعنی) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی پال چلنا چاہے اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العالمین چاہے۔

”وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ“ ۲/۲۵۳

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے لیکن اللہ جو چاہتا کرتا ہے۔

”وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ۔ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ“ ۷۱۴

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو چھوڑ دے کہ وہ جانیں اور ان کا

جھوٹ۔

”وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ“ ۳۷/۱۶

حالانکہ تم کو اور جو تم کرتے ہو اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار اور قدرت سے نوازا ہے۔ بندہ جو کرتا ہے اس اختیار اور قدرت کی بنا پر ہی کرتا ہے۔

اور کئی امور اس بات کی دلیل ہیں کہ بندے کا فعل اس کے اختیار اور

قدرت سے ظہور پذیر ہوتا ہے ۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ :

”فَاتَّوَحَّشَكُمْ أَنِّي شَغُفُّمُ“ الایہ ۲/۲۲۳

اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ ۔

اور فرمایا ،

”وَلَوْ أَنَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً“ الایہ ۹/۴۶

اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے سامان تیار کرتے ۔

پہلی آیت میں ”اتیان“ (آنے) کو بندے کی مشیت کے ساتھ اور دوسری

آیت میں ”اعداد“ (تیار) کو اس کے ارادے پر موقوف رکھا ہے ۔

۲۔ بندے کو اللہ نے اوامر و نواہی کا مکلف ٹھہرایا ہے ، اگر اس کے پاس

اختیار و قدرت نہ ہوتے تو یہ تکلیف بالایطاق ہوتی ۔ اور یہ ایک ایسی بات

ہے جو اللہ کی حکمت ، رحمت اور اس کی طرف سے موصول ہونے والی

سچی خبر کے منافی ہے ۔ جب کہ اس کا فرمان ہے :

”لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا“ ۲/۲۸۶

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ۔

۳۔ نیکو کار کی نیکی پر تائش بدکار کی بدکاری پر مذمت اور دونوں کو ان کے حسب

استحقاق بدلے کا وعدہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ بندہ مجبور نہیں ، بلکہ

مختار ہے ۔

اگر بندے کا فعل اس کے اختیار اور ارادے سے صادر نہ ہوتا ہو

تذکیہ کار کی مدح سرائی، فضول اور بُرے کی سزا اس پر ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ فضول کاموں اور ظلم سے پاک ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے رسول مبعوث فرمائے جن کا مقصد یہ ہے کہ :
 ”مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ
 بَعْدَ الرُّسُلِ“، الذیہ ۴/۱۴۵

(سب) پیغمبروں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے سامنے دلیل دینے کا موقع نہ رہے۔

اور اگر بندے کامل اس کے اختیار و ارادہ میں نہ ہوتا تو رسول بھیجنے سے اس کی حجت باطل نہ ہوتی۔

۵۔ ہر کام کرنے والا شخص کام کرتے یا اسے چھوڑتے وقت اپنے آپ کو ہر طرح کے جبر و اکراہ سے آزاد محسوس کرتا ہے۔

انسان محض اپنے ارادہ سے اٹھتا، بیٹھتا، آتا جاتا اور سفر و حضر اختیار کرتا ہے اسے کوئی شعور و احساس نہیں ہوتا کہ کوئی اسے اس پر مجبور کر رہا ہے بلکہ فی الواقع وہ ان امور میں جو اپنے اختیار سے یا کسی کے مجبور کرنے سے کرتا ہے فرق کر سکتا ہے۔ ایسے ہی شریعت نے بھی احکام کے اعتبار سے ان دونوں قسم کے افعال و اعمال میں فرق کیا ہے۔

پناہ انجان حقوق اللہ سے متعلق جو کام مجبور ہو کر کر گزرے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ گنہگار کو اپنی مصیبت پر تقدیر سے حجت پکڑنے کا کوئی حق نہیں ہے کیوں کہ وہ مصیبت کا اقدام کرتے وقت با اختیار ہوتا ہے اور اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہوتا کہ اللہ نے اس کے لیے یہی مقدر کر رکھا ہے کیونکہ کسی امر کے واقع ہونے سے قبل تو اللہ کی تقدیر کو کوئی نہیں جان سکتا۔

”وَمَا تَدْرِي بِنَفْسِكَ مَاذَا آتَيْكَ غَدًا“ ۳۱/۳۲

اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا۔

پھر جب انسان کوئی اقدام کرتے وقت ایک حجت کو جانتا ہی نہیں۔ تو پھر غرر پیش کرتے وقت اس سے دلیل کیونکر پکڑ سکتا ہے اور بلا شک اللہ تعالیٰ نے اس حجت کو باطل قرار دیا ہے۔ فرمایا :

”سَمِعُوا الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ شَيْءٍ“ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بِأَسَنَّا فُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا۔ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ“

۶/۱۴۸

جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے، اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے مذاب کا مزہ چکھ کر رہے۔ کہہ دو کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے۔ (اگر ہے) تو اسے ہمارے سامنے رکالو۔ تم محض خیال کے پیچھے چلتے اور بالکل کے تیر چلاتے ہو۔

✦ نیز ہم تقدیر کو بنیاد بنا کر معصیت کا ارتکاب کرنے والوں سے کہیں گے۔ آپ نیکی اور اطاعت کا اقدام کریں نہیں کرتے یہ فرض کرتے ہوئے کہ اللہ نے آپ کی یہی تقدیر لکھی ہوئی ہے۔ اطاعت اور معصیت میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے بلکہ فعل صادر ہونے سے پہلے لاعلمی میں آپ کے لیے دونوں برابر ہیں۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرامؓ کو یہ خبر دی کہ تم میں ہر ایک کا جنت اور جہنم دونوں میں ٹھکانہ مقرر کر دیا گیا ہے تو انہوں نے عرض کی کہ آیا ہم عمل نیک کر کے اسی پر اعتماد نہ کر لیں آپ نے فرمایا نہیں کیوں کہ جس کو جس ٹھکانے کے لیے پیدا کیا گیا ہے اسی کے اعمال کی توفیق اسے میسر آتی ہے۔

✦ نیز اپنی معصیت پر تقدیر سے جنت پکڑنے والے سے کہیں گے کہ : اگر آپ کا کتہ کے لیے سفر کا ارادہ ہو، اداس کے دورستے ہوں، آپ کو کوئی قابل اعتماد آدمی خبر دے کہ ایک راستہ ان میں سے خطرناک اور تکلیف دہ ہے۔ دوسرا آسان اور پُر امن ہے تو یقیناً آپ دوسرا راستہ ہی اختیار کریں گے اور ناممکن ہے کہ یہ کہتے ہوئے پہلے پرخطر راستے پر چل نکلیں کہ میری تقدیر میں یہی لکھا ہوا ہے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا شمار دیوانوں میں ہوگا۔

✦ نیز ہم اس سے یہ بھی کہیں گے کہ :

اگر آپ کو دو ملازمتوں کی پیشکش کی جائے ان میں سے ایک کا مشاہرہ زیادہ ہو تو آپ کم تنخواہ کی بجائے زیادہ تنخواہ والی ملازمت اختیار کریں

تو پھر عمل آخرت کے سلسلے میں آپ کو نکرادنی اجرت کو اختیار کرتے ہیں
اور پھر تقدیر کو رحمت بناتے ہیں۔

۴ اور ہم اس سے یہ بھی کہیں گے کہ :

جب آپ کسی جسمانی بیماری کا شکار ہوتے ہیں تو اپنے علاج کے لیے ہر
ڈاکٹر کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ آپریشن کی تکلیف ادا کر دی دو
پائے صبر سے برداشت کرتے ہیں تو پھر اپنے دل پر مرض معصیت کے
حملے کی صورت میں آپ ایسا کیوں نہیں کرتے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت و حکمت کے پیش نظر شر کی
نسبت اس کی طرف نہیں کی جاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وَالشَّرُّ لَيْسَ
إِلَيْكُمْ“ رواہ مسلم۔ اور شریعتی طرف منسوب نہیں ہے۔
فی نفسہ اللہ کی تقضائیں کبھی شر نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ اس کی رحمت و حکمت سے
صادر ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے مقتضیات و نتائج میں شر ہوتا ہے (جو بندوں سے
صادر ہوتے ہیں)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائے قنوت تعلیم فرمائی
اس میں آپ کا ارشاد ہے :

”وَقِيحًا شَرَّ مَا قَضَيْتَ“

مجھے اپنی فیصلہ کردہ چیز کے شر سے محفوظ رکھ۔

اس میں شر کی اضافت مقتضی یعنی تقضا کے نتیجہ کی طرف ہے اور پھر مقتضیات
و نتائج میں بھی محض اور خالص شر نہیں ہے۔ بلکہ وہ بھی ایک اعتبار سے شر ہوتا ہے

تو دوسرے اعتبار سے خیر۔ نیز ایک مقام پر وہ شر نظر آتا ہے تو دوسرے مقام پر وہی خیر محسوس ہوتی ہے۔

مثلاً خشک سالی، بیماری، فقیری اور خوف وغیرہ تمام چیزیں فساد فی الارض ہیں لیکن دوسرے مقام اور نقطہ نظر سے یہی چیزیں خیر و بھلائی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ“ ۳۰/۴۱
 غلّی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے۔ عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔

اور چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا، شادی شدہ بدکار کو رجم (سنگساری) کی سزا، چور اور زانی کے لیے توڑ ہے کیوں کہ ایک کا ہاتھ ضائع ہوتا اور دوسرے کی جان جاتی ہے لیکن ایک اعتبار سے تو یہ ان کے لیے بھی خیر ہے کہ گناہوں کا ازالہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے لیے دنیا و آخرت کی سزا جمع نہیں فرماتے اور دوسرے مقام پر یہ اس اعتبار سے خیر ہے کہ اس سے لوگوں کے مالوں، عزتوں اور نسبوں کی حفاظت ہوتی ہے۔

فصل ہشتم

اس عقیدے کے ثمرات و فوائد

ان عظیم الشان اصول و قواعد پر مشتمل یہ بلند پایہ عقیدہ اپنے معتقد کے لیے بہت سے عظیم القدر ثمرات و نتائج کا حامل ہے۔

چنانچہ ذات باری تعالیٰ اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان سے منہ کے دل میں اللہ کی محبت و تعظیم پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں وہ اوامر الہی پر کاربند رہتا اور نواہی سے احتراز کرتا ہے۔ اللہ کے احکام پر کاربند رہنا اور نہیات سے اجتناب ہی فرد اور معاشرے کے لیے دنیا و آخرت میں کمال سعادت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْخِيَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوَةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ“ ۱۶/۹۷

جو شخص نیک اعمال کرے گا، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو گا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے۔ اور (آخرت میں)

ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔

ایمان بالملائکہ کے ثمرات و فوائد :

- ۱۔ اللہ کے خالق کی عظمت، قوت اور غلبہ کا علم۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ خصوصی عنایت پر اس کا شکریہ، جب کہ اس نے ان فرشتوں کو بندوں پر مقرر کر رکھا ہے جو ان کی خطا کرتے اور ان کے اعمال کو احاطہ تحریر میں لاتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر مصالح بھی ان کے ذمے ہیں۔
- ۳۔ اس سے فرشتوں کے لیے محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی عبادت، با حسن و اکمل وجہ بجالاتے اور مومنوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

کتبوں پر ایمان کے ثمرات و فوائد :

- ۱۔ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی عنایت کا علم جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لیے ایک کتاب نازل فرمائی جو انہیں راہ حق کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا ظہور کہ اللہ نے ان کتابوں میں ہر امت کے لیے ان کے مناسب حال شریعت نازل کی اور ان میں سے آخری کتاب قرآن عظیم ہے جو تا قیامت ہر زمان و مکان میں پوری مخلوق کے لیے موزوں ہے۔

۳۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان کے ثمرات :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق کے ساتھ خصوصی رحمت و عنایت کا علم۔ جبکہ اس نے ہدایت و ارشاد کے لیے ان کی طرف قابلِ صدا احترام رسول مبعوث فرمائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ کبریٰ پر اس کی شکرگزاری

۳۔ رسولوں کی محبت ان کی توقیر اور ان کے لائقِ شانِ مدح و ثناء، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے بندوں کا خلاصہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی طرف سے پیغامِ رسانی، اس کے بندوں کی خیر خواہی کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا اور اس راستے میں پہنچنے والی تکلیف پر صبر کا مظاہرہ کیا۔

یومِ آخرت پر ایمان کے ثمرات :

۱۔ اطاعتِ باری تعالیٰ کا انتہائی شوق، اس دن کے لیے حصولِ ثواب میں رغبت اور اس میں عذابِ کبیرے سے اللہ کی نافرمانی سے احتراز

۲۔ دنیا کی نعمتوں اور اس کے ساز و سامان میں سے جسے انسان حاصل نہیں کر پاتا، مومن کے لیے وجہ تسلی ہے کہ اسے اُخروی نعمتوں اور اجر و ثواب کی صورت میں اس کے نعم البدل کی امید ہوتی ہے۔

تقدیر پر ایمان کے ثمرات :

۱۔ اسباب کو کام میں لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا کیوں کہ سبب اور اس کا نتیجہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر موقوف ہیں۔

۲۔ طبعی راحت اور دلی اطمینان۔ کیوں کہ جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سب کچھ قضائے الہی کا نتیجہ ہے اور ناپسندیدہ امر بھی لامحالہ واقع ہونے والا ہے تو طبیعت ایک گونہ راحت محسوس کرنے لگتی ہے اور دل مطمئن ہو کر اپنے پروردگار کی قضا پر راضی ہو جاتا ہے۔ جو شخص تقدیر پر ایمان لے آتا ہے اس سے بڑھ کر آرام و زندگی، طبعی راحت، اور زیادہ اطمینان کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

۳۔ مقصود حاصل ہونے پر اپنے بارے میں غرض فہمی میں مبتلانہ ہونا کیوں کہ اس نعمت کا حصول جناب باری تعالیٰ کی جانب سے اور تقدیر میں کامیابی و خیر کے اسباب کی بنا پر ہوا ہے۔ سو انسان اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا اور غرض فہمی سے باز رہتا ہے۔

۴۔ کسی ناپسندیدہ چیز کے وقوع یا مقصد و مراد فوت ہونے پر بے چینی و اضطراب سے چٹکارا۔ کیوں کہ وہ اس باری تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اور وہ بہر حال نافذ ہو کر رہے گا۔ تو آدمی اس پر صبر کرتا ہے اور اجر و ثواب کا طلب گار ہوتا ہے۔ اور درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

”مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي سَمَاءٍ مِمَّا تَرَىٰ أَفْئَتًا بِأَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ لِكَيْدًا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۝ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ“ ۵۷/۲۳، ۲۴

کوئی مصیبت ملک پر یا خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔ بلاشبہ یہ اللہ کو آسان ہے تاکہ جو کچھ تم سے فوت ہو گیا ہو اس کا تم نہ کھایا کرو اور جو تم کو اس نے دیا ہو اس پر اترا یا نہ کرو۔ اور اللہ کسی اترنے اور شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس عقیدہ پر ثابت قدم رکھے اس کے فوائد و ثمرات سے بہرہ ور فرمائے اور اپنے عزیز فضل سے نوازے اور جب اس نے ہمیں ہدایت مرحمت فرمائی ہے تو اب ہمارے دلوں کو ہر طرح کی کج روی سے محفوظ رکھے اور اپنی طرف سے رحمت عنایت فرمائے کہ وہ بے حاشا عنایت فرمانے والا ہے۔

والحمد لله رب العلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی نبینا محمد و

علیٰ آلہ واصحابہ والتابعین اجمعین بحسان۔

محمد صالح العثیمین

۳۰ شوال ۱۴۲۸ھ